

نظامِ خلافت

جواز و ضرورت

چودھری رحمت علی

تحریکِ عظمتِ اسلام

دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور۔ فون: 4 - 092 042 5183123

مارچ: 2007

نظام خلافت کیوں؟

منبر و محراب سے اکثر تعبیر و تفسیر کی جانے والی وہ آیہ کریمہ ہے جس میں فرمایا گیا کہ ”درحقیقت تم لوگوں کیلئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے.....“ سوہ رسولؐ سے ادھر ادھر ہونا انسانی خواہشات کی پیروی اور انتہائی خسارے کا سودا ہے۔ اسی وجہ سے علماء کرام کا زور دار مؤقف ہوتا ہے کہ کسی بھی عمل کو اسی طرح کیا جائے جیسے کہ رسولؐ نے کیا۔ رفیع یدین آمین بالجہر وغیرہ پر لمبی چوڑی بحثیں اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ البتہ ان فروعی مسائل نے ہمیں اس قدر الجھا رکھا ہے کہ ہم یہ تک ادراک نہیں کر پائے کہ جس دین کو اسلام سمجھ کر ہم آج اختیار کئے ہوئے ہیں یہ وہ اسلام ہی نہیں جو رسولؐ امت کے سپرد کر گئے تھے۔ سپرد کئے جانے والے دین میں خلیفہ المسلمین کا وجود تھا آج ہمارے اختیار کردہ دین میں نہیں۔ اور اس وقت سے نہیں جب سے خلافت راشدہ کی جگہ ملوکیت نے ڈیرے آجائے۔ اس طرح سپرد کردہ دین میں اولوالامر کا وجود تھا آج ہمارے اختیار کردہ دین میں نہیں اس لئے کہ شرعی اولوالامر میں خلیفہ وقت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے لیکن آج خلیفہ خود نہیں۔ سپرد کردہ دین میں شورئی کا وجود تھا ہمارے اختیار کردہ دین میں نہیں اس لئے کہ جس خلیفہ المسلمین کو ارکان شورئی نے مشورہ دینا ہوتا ہے وہ خود کہیں نہیں۔ زیر آسمان تو آج امت مسلمہ تک کا وجود بھی نہیں۔ مرکزیت خلیفہ المسلمین کی وجہ سے ہی تو تھی۔ جب خلیفہ المسلمین نہ رہا امت مسلمہ تو ام کا روپ دھار گئی جو اکثر و بیشتر باہم تصادم رہتی ہیں۔ جسد واحد کی مانند کا ادارہ آج دنیا میں کہیں نہیں۔ وہی اسلام میں خلیفہ المسلمین اولوالامر شورئی اور امت مسلمہ کی حیثیت و اہمیت ایسے ہی ہے جیسے انسانی جسم میں دل و ماغ معدہ اور جگر کی۔ انسانی جسم کے ان چار اعضائے ربکیہ میں سے کوئی ایک بھی جواب دے جائے تو موت لازمی ہے۔ اسی طرح دین سے خلیفہ المسلمین اولوالامر شورئی اور امت مسلمہ میں سے کوئی

ایک جزو نکال دیا جائے تو دین دین حق رہتا ہی نہیں۔ شومنی قسمت ایک جزو کی کیا بات جس دین کو آج ہم اپنائے ہوئے ہیں اس میں مذکورہ چاروں اجزاء نہیں۔ امت مسلمہ آج جن گھمبیر مسائل سے دوچار ہے وہ اصل میں مسائل نہیں نتائج ہیں۔ مسئلہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہمارا اختیار کردہ اسلام اس دین سے میچ ہی نہیں کرتا جو رسول امت کے حوالے کر گئے تھے۔ یہ بھی ایک حقیقت کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا کوئی اسلام قبول نہیں جو رسول کے اسلام سے میچ نہ کرے۔ بالفاظ دیگر جس دین اسلام کو برعزم خویش اسلام سمجھ کر آج ہم اختیار کئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو ماننا قابل قبول اور بے دینی کی ایک شکل ہے۔ واقعات کی دنیا میں ہمارے ہاں آج وہی نتائج برآمد ہوئے ہیں جو بے دینی کا طرہ امتیاز ہیں۔ مثلاً

۱۔ آج کی دنیا میں کفار و شرکین متحد ہیں تو مسلمان منتشر۔ رسول کے ارشاد مبارک کے مطابق وقت کے کسی بھی موڑ پر اسلامی دنیا پر دو سے زیادہ کی تو کیا بات دو خلفاء یعنی دو حکمران مسلط نہیں ہو سکتے لیکن ہمارے ہاں انتشار پھیلنا تو اس حد تک کہ آج اسلامی دنیا پر 57 حکمران مسلط ہیں۔ انتشار کی یہ بنیاد ہی وجہ بنتی ہے۔

۲۔ جمہوریت اشتراکیت، آمریت وغیرہ جیسے ہندوں کے خود ساختہ قوانین و آئین پر مبنی باغیانہ نظام دنیا بھر میں رواں دواں ہیں اللہ کے قانون پر مبنی نظام خلافت کہیں نہیں۔ آزادی آزادی کی رٹ تو عام سنی جاتی ہے دنیا بھر کا کوئی ایک فرد بھی آزاد نہیں اپنے جیسے ہندوں کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔

۳۔ آج ہمارے دین سے وہ برکات حاصل نہیں ہو رہیں جو دور خلافت راشدہ کے مسلمانوں کو اس لئے حاصل تھیں کہ وہ اصل دین اپنائے ہوئے تھے۔ اس وقت عدل تھا آج ظلم ہے۔ اس وقت امن تھا آج فتنہ و دہشت گردی۔ اس وقت خوشحالی تھی آج قدرتی وسائل کی فراوانی کے باوجود پسماندگی و در ماندگی۔ اس وقت اتحاد تھا آج انتشار۔ اس وقت مسلمان دنیا میں بطور غالب قوت تھے آج مغلوب غرضیکہ ہر برکت 180 درجے برعکس ہو گئی ہے۔

۴۔ نظام خلافت تو ہمارے ہاں نہیں لیکن نماز روزے حج زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کسی حد تک ہے۔ ایسا کرنا کہ کتاب کے بعض حصوں پر عمل اور بعض سے روگردانی اس دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا سبب ہے (نقرۃ: 85)۔ دنیا بھر میں آج مسلمان ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں تو اسی ایک سبب سے۔

۵۔ جب قرآن مجید مازل ہو رہا تھا تو یہ دو نصاب کی اس وقت کم و بیش وہی حالت تھی جو آج ہماری ہے۔ تورۃ و انجیل پر مبنی نظام تو انہوں نے قائم نہیں کر رکھا تھا البتہ نماز روزے نکاح طلاق کفن و غیرہ کی کوئی نہ کوئی شکل ان کے ہاں رائج تھی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فیصلہ دیا تو یہ کہ ”صاف صاف سنا دو“ اہل کتاب اتم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تورۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے مازل کی گئی ہیں“ (مائدہ: 68)۔ آج گروہی کا زول ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور کہتے ”صاف صاف سنا دو“ اے مسلمانو! تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ قرآن کو قائم نہ کرو۔“

حل اس کا اب بھی ہے کہ قرآن و سنت پر مبنی نظام خلافت کو مزید وقت ضائع کئے بغیر جلد از جلد قائم کیا جائے۔ نظام خلافت قائم ہو جائے خلیفۃ المسلمین، اولوالامر شری اور امت مسلمہ جیسے بنیادی جزائے ترکیبی از خود معرض وجود میں آجائیں گے۔ قائم کرنے کی ایک آسان صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تمام مسلمان سربراہان کسی ایک جگہ..... و آئی سی کے مقام پر جمع ہو کر سب سے پہلے اپنے رب کے حضور تائب ہوں۔ پھر اپنے میں سے ایک اہل ترکو خفیہ رائے دہی کے ذریعہ خلیفۃ المسلمین چن لیں باقی صوبوں (موجودہ مسلم ممالک) کے گورنر بن جائیں۔ اسلام کی عظیم تر مملکت واحدہ کو معرض وجود میں لایا جائے جس کا نام ”دارالسلام“ تو آئین قرآن و سنت ہو۔ پوری اسلامی دنیا ایک جہنڈے تلے یعنی ایک خلیفہ کی سربراہی میں آجائے گی تو دیکھتے ہی دیکھتے انشاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔ مسلم عوام کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ کسی طور اپنے ان سربراہان کو یہ ”ایک کام“ کرنے پر مجبور کر دیں۔ بالفاظ دیگر مطالبات دو ہیں:

ہمارے دو مطالبات

- 1۔ خلافت چاہئے، جمہوریت نہیں۔
 - 2۔ قرآن و سنت بطور آئین مملکت چاہئے، کوئی خود ساختہ آئین نہیں
- اب ان کی تفصیل:

خلافت چاہئے، جمہوریت نہیں

پہلے خلافت اور جمہوریت کی تعریف (Definition) جس سے ہی عیاں ہو جائے گا کہ ہمیں خلافت چاہئے تو کیوں اور جمہوریت نہیں چاہئے تو کیوں؟

خلافت کیا ہے؟

۱۔ اللہ و رسول کے احکامات اگر قرآن و کتبِ احادیث کے صفحات تک محدود رہیں تو محض ایک تھیوری، ایک نظریہ اور ایک فلسفہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ انہیں اسلامی نظریہ کہا جاسکتا ہے لیکن جب یہ احکامات کسی خطہ زمین میں عملاً نافذ ہو جائیں تو یہی ”خلافت“ ہے۔ بالفاظِ دیگر خلافت اتمامِ دین کا مظہر اور بنامہیں اصل دین ہے۔

۲۔ چونکہ خلافت دس اسلام کی عملی صورت ہے لہذا کوئی غنیمتِ دنیا میں ایسا نہیں مبعوث ہوا کہ جس نے بعثت کے پہلے ہی دن سے قیامِ خلافت کی جدوجہد نہ کی ہو۔ دو رنبوت کے ایک طرف دو ر جہالت تو دوسری طرف دو ر خلافت رسول کی تیس سالہ دو ر رنبوت کا حاصل کیا تھا؟ ظاہر ہے ”قیامِ خلافت“۔

۳۔ خلافت اصل میں زیرِ آسمان اللہ تعالیٰ کی حکومت کا نام ہے۔ ہے تو پوری کائنات پر حکمرانی اللہ تعالیٰ کی لیکن زمین پر اپنی حکومت کا اس نے اسی طرح انوکھا انداز اپنایا ہے جس طرح کہ اس دھرتی پر انسان جیسی سنے، سمجھے، بولنے اور سب سے بڑھ کر صوابدیدی اختیارات عطا کی

جانے والی انوکھی مخلوق پیدا کر رکھی ہے۔ بالفاظ دیگر زمین پر اللہ تعالیٰ اپنی حکومت اپنے بندوں کے ذریعہ قائم کرنا اور چاہتا ہے۔ اسی لئے ایسی حکومت کا نام ”خلافت“ ہے۔

۳۔ خلافت اتحاد کی اعلیٰ ترین اور فطری صورت ہے۔ پوری اسلامی دنیا کے وسائل و ذرائع اس ایک خلیفہ کے ہاتھ میں مجتمع کہ جس کی اطاعت ”مع و طاعت“ کی حامل اس سے بڑھ کر اتحاد و راتحاد کے ذریعہ طاقت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

جمہوریت کیا ہے؟

جمہوریت کے موجدین جمہوریت کی تعریف کچھ اس طرح کرتے ہیں:

**"Government of the people, by the people,
for the people"**

دوسرے لفظوں میں جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے کہ جس کی بنا لوگوں کی خواہشات کی تکمیل میں استوار ہوتی ہے۔ اس نظام حکومت میں یہ نقص تو ہے ہی کہ ضروری نہیں لوگوں کی خواہشات بھی وہی ہوں جو اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے لہذا اس نظام کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر مبنی ہے۔ لوگوں کی خواہشات منفی بھی ہو سکتی ہیں اور سغلیٰ ہونے کی بنا پر نقصان دہ بھی جمہوریت کو بہر حال لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنا ہوتا ہے خواہ وہ کتنی ہی مسخر کیوں نہ ہو؟ جمہوریت مبنی بر بغاوت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مانگی کا ذریعہ تو ہے ہی خود لوگوں کے لئے مزید و طرح سے نقصان دہ ہے۔

1۔ جمہوریت کی اٹھان اکثریت پر ہے۔ جس پارٹی کو زیادہ ووٹ مل جائیں وہ حکومت بناتی ہے۔ قرآن کریم میں بار بار آیا کہ ”اکثر الناس لا یعلمون“ کہ لوگوں کی اکثریت ہمیشہ جاہل ہوتی ہے (تمام ووٹریکس معیار کے تو ہوتے نہیں)۔ جب اکثریت جاہلوں کی ہوتی ہے تو ظاہر ہے وہ جاہلوں کو آگے لاتی ہے یعنی حکومت جو اس طور بنتی ہے وہ جاہلوں کی حکومت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور خلافت راشدہ میں کبھی بھی انتخابات ”بر بالغ فرد“ ایک ووٹ کی بنیاد پر نہیں ہوئے۔ انتخابات میں صرف اولوالامر یا ارباب حل و عقد نے حصہ لیا۔

2۔ جمہوریت قائم ہونے کے لئے جو طرز انتخاب اختیار کرتی ہے وہ جوئے بلکہ ”مہا جوئے“ کی ایک شکل ہے۔ جس طرح تھڑے پر پیٹھ کر چند جواہری جوا کھیلتے ہیں جیتنے والا خوش اور ہارنے والے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اسی طرح ایک انتخابی حلقے میں چند امیدوار سر مایہ لگاتے ہیں۔ تمام لگائے گئے سرمائے کا فائدہ ایک امیدوار اٹھاتا چلتا ہوتا ہے باقی ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ تھڑے پر جوا کھیلنے والوں کو البتہ پولیس آپکڑتی ہے اور علماء کرام ان کے خلاف فتویٰ صادر کرتے ہیں جب کہ انتخابی حلقہ میں کھیلنے والے جواہریوں کو حکومت ہر سہولت مہیا کرتی ہے اور علماء خود جوا کھیلتے ہیں۔ خلافت اور جمہوریت کی تعریف سے ہی روز روشن کی طرح عیاں کہ ہمیں خلافت چاہئے تو کیوں اور جمہوریت نہیں چاہئے تو کیوں؟ غیر مسلم جمہوریت کو اپناتے ہیں تو ان کی مجبوری اس لئے کہ وہ خلافت سے واقف ہی نہیں۔

2۔ قرآن و سنت بطور آئین مملکت چاہئے، خود ساختہ آئین نہیں۔

ہمیں قرآن و سنت بطور آئین مملکت چاہئے خود ساختہ آئین نہیں تو اس لئے کہ:

۱۔ کسی بھی ملک کا نظام وہاں کے آئین کا پروڈکٹ ہوتا ہے۔ روس کا آئین اگر امریکہ میں نافذ کر دیا جائے تو امریکہ کا نظام اشتراکی ہو جائے گا اور اسی طرح اگر امریکہ کا آئین روس میں نافذ کر دیا جائے تو روس میں جمہوریت کا دور دورہ ہو جائے گا۔ پوری اسلامی دنیا میں حکمرانوں اور عوام دونوں کے نزدیک مسلمہ امر ہے کہ ہمارے ہاں کارواں دواں نظام ”کرپٹ“ ہے۔ یہ کرپٹ نظام کس آئین کا پروڈکٹ ہے ظاہر ہے اس خود ساختہ آئین کا جو ہر مسلم ملک میں رائج ہے۔ اگر ایسا خود ساختہ آئین دور خلافت راشدہ میں بھی نافذ کر دیا جاتا تو نظام خلافت راشدہ کبھی وجود میں نہ آتا۔ آج اگر قرآن و سنت کو بطور آئین نافذ کر دیا جائے تو دور خلافت راشدہ کی طرح کا نظام ہمارے ہاں از خود دواں دواں ہو جائے۔

۲۔ ہر فیکٹری کے مالک کو سزاوار ہوتا ہے کہ وہ اپنی فیکٹری میں تیار ہونے والے پروڈکٹ کے استعمال کے لئے ہدایت دے۔ انسان چونکہ فطرت کی فیکٹری کا پروڈکٹ ہے لہذا